باب: 51

صلاح الدین ایوبی

(1138 - 1193AD)

ایوبی خاندان نسلاً زنگی خاندان ہی کی ایک شاخ ہے۔ یہ لوگ روادیہ کُرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ایران اور ایشیائے کوچک کے درمیانی پہاڑی علاقہ میں کُرد، زمانہ قدیم سے آباد تھے۔ وہ قبائلی زندگی، مہمان نوازی ، جانبازی اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت میں عربوں سے بہت ملتے جلتے تھے۔ صلاح الدین، 1138ء میں تکریت کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام نجم الدین ایوب ہے۔

1138ء ہی میں عماد الدین زنگی نے بعلبک کو فتح کیا جس کے بعد صلاح الدین کے والد کو بعلبک کا گورنر بنادیا گیا تھا۔ بعد میں ان کے بیٹے نور الدین زنگی نے بھی نجم الدین ایوب کو اپنا نائب بنائے رکھا۔ یوں صلاح الدین کا بچپن اور ان کی جوانی کا زمانہ زیادہ تر دمشق میں گذرا۔

صلاح الدین ایوبی نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مصر کی وزارت سے کیا۔ یہ عہدہ انھیں شیر کوہ کے انتقال پر 1169ء میں ملا۔ صلاح الدین نے اپنی ذہانت اور فیاضی سے مصریوں کو جلد ہی اپنا گرویدہ بنالیا۔ پہلے ہی سال انھیں غزہ اور ایلہ میں فرنگیوں سے مقابلہ کرنا پڑا جس میں ان کو کامیابی ملی۔ دوسرا حملہ الکرک پر ہوا جس میں انھیں نورالدین زنگی کی معاونت بھی حاصل رہی۔ 1174ء میں اسکندریہ پر عیسائیوں کا حملہ ہوا جسے ناکام بنادیا گیا۔ اسی سال نور الدین زنگی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں موصل اور حلب وغیرہ میں اٹھنے والی بغاوتوں کو کچلنے کے لیے صلاح الدین کو اقدامات کرنے پڑے۔ اُس وقت تک مصر اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر صلاح الدین کا پورا کنٹرول تو تھا ہی لیکن ان تازہ اقدامات کے بعد دمشق، حمص، قور اور حماہ کے بھی وہ بلا شرکتِ غیرے مالک ہو گئے۔ یوں نورالدین زنگی کے انتقال کے بعد مصر سے بغداد تک صلاح الدین کو سب سے زیادہ طاقتور حکمران تسلیم کر لیا گیا۔

سنہ 1175ء میں صلاح الدین ایوبی نے باقاعدہ اپنی بادشاہت کا اعلان کیا اور "سلطان" کا لقب اختیار کیا۔ اس سال شام اور مصر میں ان کا نام جمعہ کے خطبہ میں شامل ہو گیا اور ان کے لیے دعائیں مانگی جانے لگیں۔ ان کے نام (الملک الناصر یوسف بن ایوب) کے سکے بھی جاری کیے گئے۔ خلیفہ بغداد نے بھی ان کے شاہی اختیارات کی توثیق کی۔ اور انھیں مصر اور شام کے بادشاہ کی حیثیت سے رسمی فرامین اور خلعت عطا کیں۔

سنہ 1182ء میں صلاح الدین نے اپنا ٹھکانہ مصر سے منتقل کر کے شام کو بنالیا۔ 1186ء تک سلطان صلاح الدین ایوبی نے نہ صرف سلطنت کے اندرونی معاملات درست کر لیے بلکہ اس وقت تک گرد و نواح کی تمام اسلامی ریاستیں بھی ان کی مطیع ہو چکی تھیں۔

پرنس ریجنالڈ کی پہلے بھی ایک سے زیادہ بار مسلمانوں کے ساتھ جھڑپیں ہو چکی تھیں۔ اس کے عزائم یہ تھے کہ وہ مسلمانوں کے اہم مراکز مکہ اور مدینہ کو کسی طور تباہ و برباد کر سکے۔ صلاح الدین کو یورپی پرنس، ریجنالڈ کی نئی جنگی تیاریوں کی خبریں مل رہی تھیں۔ لہٰذا انھوں نے بھی ہر طرف سے لشکر اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ نئی صورتحال کے مطابق اپنی ہائی کمانڈ کا مرکز دمشق مقرر کیا۔ 1187ء کے اوائل تک وہ ہر جنگ سے نبرد آزما ہونے کے لیے اپنی پوری تیاری کر چکے تھے۔

جولائی کے مہینے میں طبریہ اور حطین کے مقامات پر گھمسان کا رن پڑا اور صلاح الدین کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اس معرکہ کے قیدیوں میں بادشاہ گیوڈی ٹوسگنٹن اور پرنس ریجنالڈ بھی شامل تھے۔ کروسیڈرز نے 1099ء میں بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ مسلمان قیدیوں کے ساتھ انھوں نے نہایت وحشیانہ پن کا برتاؤ بھی کیا تھا۔ لہذا صلاح الدین نے فوراً بیت المقدس کا رخ کیا اور وہاں بھی انھوں نے ستمبر 1187ء تک اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیے۔

کامیابی تو ملی لیکن ساتھ ہی تیسری بڑی صلیبی جنگ کے مکمل حالات بھی پیدا ہو گئے۔ پچھلی دو صلیبی لڑائیوں میں شکست کے بعد ہی سے عیسائی پادریوں نے پورے یورپ میں مسلمانوں کے خلاف آگ بھڑکا دی تھی۔ اب انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ ایک بڑی جنگ کی ٹھان لی۔ اس جنگ کے لیے فرنگیوں کا لشکر عکّا کے مقام پر جمع ہوا۔ یہ تیسری صلیبی جنگ 1189ء سے 1191ء تک تین ادوار میں ہوئی۔ صلیبی جنگوں کی پوری تاریخ میں بیک وقت اتنے فرمانرواؤں نے کسی جنگ میں حصہ نہ لیا تھا۔ کامل تین سال تک یہ جنگ جاری رہی۔ اور اس مدت میں مجاؔڈ کے قول کے مطابق 100 سے زیادہ لڑائیاں ہوئیں اور 90 بڑے معرکے ہوئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی بڑی شجاعت کے ساتھ یورپ کی متحدہ فوجوں کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو عکّا کی فصیل تک کسی طور پہنچنے نہ دیا۔

عکّا کے معرکہ کا تیسرا دور وہ دور ہے کہ جس پر اگر ہم صلیبی جنگوں کا خاتمہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ جنگ اپنی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھی۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ صلاح الدین ایوبی نے مسلسل فتح اور اپنی پوری طاقت کے باوجود مسلمانوں کے ان عیسائی کٹر دشمن قیدیوں کے ساتھ ہمیشہ بہترین سلوک روا رکھا۔ اس کا خود یورپی تاریخ دان بھی اعتراف کرتے ہیں۔